Biannual Research Journal
AL-IDAH
Published by
SHAYKH ZAYED ISLAMIC CENTRE
UNIVERSITY OF PESHAWAR
PESHAWAR PAKISTAN
ISSN (Print) : 2075-0307
ISSN (Online) : 2664-3375
OPEN ACCESS
الإيضاح
شیخ زاید مرکز اسلامی جامعہ پشاور
www.al-idah.szic.pk
JAN-JUNE 2021
VOL:39 ISSUE:1

قرآن وسنت میں مشترک المعانی الفاظ کا نصوص شرعیہ پر اثرات کا تقابلی جائزہ

A Comparative Study of the Words of Common Meanings in the Quran & Sunnah and their Effects on the Shariah Texts

Author(s): 1. Syed janan

Phd scholar, Department of Islamic studies, Qurtaba University Peshawar
Email: Saeedorakzai88@gmail.com

2. Dr. Mubarak shah

Professor, Department of Islamic studies, Qurtaba University Peshawar
Email: mubarakwali1234@gmail.com

Issue:
http://al-idah.szic.pk/index.php/al-idah/issue/view/34
URL:
http://al-idah.szic.pk/index.php/al-idah/article/view/718.
Citation: *Orakzai, S.J. and Mubarak Shah 2021. A Comparative Study of the Words of Common Meanings In the Quran & Sunnah and their Effects on the Shariah Texts. Al-Idah . 39, - 1 (Jun. 2021), 140 - 163..*

Publisher: *Shaykh Zayed Islamic Centre, University of Peshawar, Al-Idah – Vol: 39 Issue: 1/ Jan – June 2021/ P. 140 - 163.*

Article DOI:
https://doi.org/10.37556/al-idah.039.01.0718.

Received on: 13 – March - 2021
Accepted on: 29 – May - 2021
Published on: 30 – June - 2021

CC BY

Islamic Research Index
Crossref
DOAJ DIRECTORY OF OPEN ACCESS JOURNALS
AUSTRALIAN ISLAMIC LIBRARY
INTERNATIONAL Scientific Indexing
INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL

Abstract:
This research paper provides a general overview of the rationalization/interpretation of Shari's texts in Islamic jurisprudence as there are many wordwords may have multiple meanings that has led to different interpretations between the Companions and later jurists. Therefore, the scholars feel the need to determine the appropriate meaning so they categorized the words into Nas, Muffaser, Muhkam, Mutashbih and Muawwal etc. The purpose of this catego-rization is to deduce a single definite meaning from these commonly used words. So the eminent researchers have discussed tawil, im-portance, conditions, various types and examples of retionlaziton in latter portions of the study.

Keywords:
Rationalization, Quaran, Hadith, shariah texts, common meaning

تعارف:

قرآن مجید، سنتِ رسول اور لغت عربی میں بہت سے ایسے الفاظ موجود ہیں جن کے معانی ایک دوسرے کے ساتھ مشترک ہوتے ہیں یہ الفاظ بیک وقت متعدد معانی کے لیے استعمال ہو سکتے ہیں ان الفاظ کے ذو معانی ہونے اور اشتراک کا نصوص کی تفسیر وتأویل پر اثر ہونا اور ان الفاظ کا ذومعانی ہونا ہی حقیقت میں فقہاء صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے ادوار میں علماء کرام کے مابین فروعی مسائل کے پیدا ہونے اور ان میں اختلاف کا سبب بنا۔ جب تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں فقہاء کرام کو اس قسم کے مشترک المعانی نصوص سے اخذ مطالب میں اور یا کسی ایک معنی کے متعین کرنے میں دشواریاں پیش آنا شروع ہوئیں تو اس تناظر میں ان حضرات نے نصوص قرآنیہ اور دیگر نصوص شرعیہ کی روشنی میں ادلہ کی بنیاد پر قرآنی نصوص ودیگر مختلف المعانی الفاظ کی باقاعدہ زمرہ بندی کرنے کی ضرورت محسوس کی اور ان کو خاص وعام، مشترک وموؤل، حقیقت ومجاز، صریح وکنایہ ،ظاہر ، نص، مفسر اور محکم، عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص اور اقتضاء النص میں تقسیم کیا۔

تأویل:

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تأویل کرنے والوں کے لیے نہ صرف تأویل کے اصول وضوابط سے باخبر ہونا ضروری ہے بلکہ ان مقامات کی معرفت بھی لازمی ہے جو تأویل کے قابل ہیں اور اسی طرح ان نصوص کا بھی علم ہونا ضروری ہے جن میں تأویل ممکن ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ تأویل صحیح کیسے کریں تاکہ تأویل کرنے والا کج روی اور گمراہی سے محفوظ رہ سکے کیونکہ فاسد تأویل گمراہی اور ضلالت کی اساس اور بنیاد اور عقائد میں بگاڑ کا سبب ہے۔

ولاريب أن العلم بضوابط التأويل وشروطه والعلم بما يجرى فيه مما لايجرى فيه علم نافع يحصن من الخطاء والمهالك والانحراف عن جادة الصواب[1]

اس میں کوئی شک نہیں کہ تاویل کے ضوابط و شرائط سے باخبر ہونا،اور تاویل جاری ہونے والے اور جاری نہ ہونے والے مقامات کا جاننا ایک نفع مند علم ہے۔جس کی وجہ سے انسان خطااور مہلکات اور سیدھے راستے سے بھٹکنے سے بچ جاتا ہے۔

تاویل کا لغوی معنی:

لفظ تاویل میں اخذِ مطالب وبیانِ معانی کے اعتبار سے کافی وسعت موجود ہے۔موقعہ و محل کی مناسبت سے اس کے متعدد معانی بیان کئے گئے ہیں۔عربی لغت کی کتابوں کے علاوہ قرآن وحدیث میں بھی یہ لفظ مختلف معانی کے لیے استعمال ہوا ہے۔تاویل کا اصل مادہ اولؒ ہے جس کا معنی رجوع کرنے کا ہے،صاحب قاموس فرماتے ہے:آل إليه أولاً ومالاً[2] کا معنی رجوع کرنا و منحرف ہونا ہے۔اور تأویل الکلام سے مراد اس کی توضیح وتشریح بیان کرنا ہوگی۔اس کے علاوہ خواب کی تعبیر کو بھی تاویل کہتے ہے:

أول الكلام تأويلاً وتأوله دبره وقدره وفسره والتاؤيل عبارة الرؤيا:[3] ترجمہ: أول الكلام تاويلاً کا معنی ہے کلام کی تفسیر بیان کرنااور تاویل خوابوں کی تعبیر کو بھی کہا جاتا ہے۔

اور لسان العرب میں بھی اولؒ کا معنی رجوع کرنے اور کسی چیز سے منحرف ہونے کا بیان کیا گیا ہے:

الأول الرجوع، آل الشئ يئول أولاً ومالاً : رجع، وأوّل الشى رجعه، وآلت عن الشئ ارتدت

الأول کا معنی ہے جوع کرنا ہے اور اِول الشئ اس کا معنی اس کو راجع کردیا۔والت عن الشئی کا معنی ہے واپس ہوا۔

تاویل جب اولؒ بمعنی رجوع سے مأخوذ مانا جائے تو گویا تاویل کرنے والا شخص اس کلام کو متعدد معانی میں سے کسی ایک معین و معلوم معنی کی طرف لوٹا دیتا ہے باوجود اس کے کہ یہ لفظ دیگر معانی کا احتمال رکھتا ہے۔

بعض علماء نے لفظ تأویل کو ایالہ سے مأخوذ مانا ہے جس کے معنی سیاست اور حکمرانی کرنے کے ہیں تو گویا کہ تأویل کرنے والا شخص اس کلام پر حکمرانی کرتا ہے اس کو موقع و محل کی مناسبت سے استعمال میں لاتا ہے جیسا کہ علامہ زمخشری لکھتے ہیں:

آل الرعية يَؤُولها أولا وإيالاً وإيالة أحَسْن سياستها[4] ترجمہ: اس نے رعایا پر اچھی حکمرانی کی اور وہ بہترین حکمران ہے۔

مؤول کے معانی:

علماء نے مؤول کے ایک سے زائد معانی بیان کئے ہیں جو کہ درجہ ذیل ہیں:

۱۔ مشترک کے معانی میں دلیل، غالب رائے مثل خبر واحد، قرینہ سیاق وسباق، لفظ میں غور وفکر اور یا مجتہد اپنے اجتہاد کی بنیاد پر کسی ایک معنیٰ کو ترجیح دیدے تو اس عمل کو تأویل اور جس لفظ یا کلام میں تأویل کی جائے اس کو مؤول کہا جاتا ہے۔

وأما المؤول فهو تبيين بعض ما يحتمل المشترک بغالب الرأی والاجتهاد[5]

ترجمہ: پس جو مؤول ہے۔اس میں مشترک کے بعض معانی کو غالب رائے واجتہاد کے ذریعے ترجیح دینا ہوتا ہے۔

امام بزدوی نے فرمایا ہے کہ: مشترک کے مختلف معانی میں سے کسی ایک معنیٰ کو ایسی دلیل کے ذریعے متعین کیا جائے جو دلیل قطعی نہ ہو اس عمل کو تأویل کہا جاتا ہے اور تأویل کے بعد وہ کلام مؤول کہلایا جائے گا۔

اقسام وشرائط تأویل

اقسام تأویل:

تأویل کی دو قسمیں ہیں: ۱۔تأویل صحیح/مقبول ۲۔تأویل فاسد/مردود

التأويل قسمان: صحيح مقبول، وفاسد مردود. فالصحيح: ما دل عليه دليل صحيح.[6] تاویل دو قسم پر ہے: صحیح مقبول وفاسد مردود۔ صحیح وہ ہوتی ہے جس پر صحیح دلیل دلالت کرے۔

مقبول تأویل وہ ہوتی ہے جس کی بنیاد کسی صحیح دلیل پر ہو۔ تأویل کی یہ قسم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور سے لیکر آج تک معمول بہ رہی ہے۔

وإذا عرف معنىٰ التأويل فهو مقبول معمول به إذا تحقق بشروطه ولم يزل على الأمصار فی كل عصر من الصحابة إلى زماننا عاملين به من غير نكير[7]

اور جب تم نے تاویل کے معنی کو پہچانا تو وہ تاویل مقبول اور معمول بہ ہوتی ہے۔ جس میں شرائط کا لحاظ رکھا گیا ہو۔ اور ہر شہر کے باسی صحابہ کے زمانہ سے لے کر آج تک اس پر عمل کرتے رہتے ہیں، بغیر کسی نکیر کے۔

تأویل مردود وہ تأویل ہے جس کی بنیاد کسی صحیح دلیل پر نہ ہو، تأویل کی یہ قسم اہل علم کے ہاں معمول بہ نہیں ہے۔

شرائط تأویل:

تأویل مقبول کے درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس میں درجہ ذیل شرائط پائی جاتی ہوں:

۱۔ تأویل کرنے والا تأویل کا اہل ہو یعنی وہ تأویل کے تمام تر مقتضیات سے باخبر ہو اور اس کی تأویل وضع لغوی یا عرف شرعی واستعمال کے موافق ہو۔

۲۔ وہ لفظ قابل تأویل نصوص میں سے ہو اور نص، ظاہر، مفسر اور محکم کی قبیل سے نہ ہو۔

۳۔ لفظ کا ظاہری ومتبادر معنیٰ کو چھوڑ کر اس کے مرجوح معنیٰ کو مراد لینا کسی صحیح دلیل کی بنیاد پر ہو اور یہ دلیل اس معنیٰ پر دلالت کرنے میں زیادہ واضح وقوی ہو اور وہ تأویل قیاس، اجماع امت اور حکمت تشریعی کے عام اصول کے مطابق ہو۔

وشروطه أن يكون الناظر المتأول أهلا لذلك، وأن يكون اللفظ قابلا لتأويل بأن يكون اللفظ ظاهرا فيما صرف عنه محتملا لما صرف إليه، وأن يكون الدليل الصارف للفظ عن مدلوله الظاهر راجحا على ظهور اللفظ في مدلوله ليتحقق صرفه عنه إلى غيره، وإلا فبتقدير أن يكون مرجوحا لا يكون صارفا ولا معمولا به اتفاقا[۸]

پس تاویل کے شرائط یہ ہیں کہ: (متأول) تاویل کرنے کا اہل ہو، اور جس لفظ میں تاویل کی جاتی ہو وہ بھی قابل تاویل ہو۔ اور لفظ اس معنی میں جس سے اس کو پھیرا جاتا ہے، ظاہر ہو۔ اور جس کی طرف پھیرا جاتا ہو اس کا احتمال رکھتا ہو۔ اور کوئی قرینہ صارفہ اس پر موجود ہو۔ جس کی وجہ سے لفظ کے مدلول ظاہری کو ترک کرکے اس کو محتمل معنی پر حمل کیا جاتا ہے۔ تاکہ یہ عمل کسی دلیل کی بنا پر ہو۔ ورنہ پھر اس

قسم کی تاویل (بغیر کسی معقول دلیل کے) مرجوح ہوگی۔اس سے اجتناب برتا جائے گااور علی الاتفاق نا قابل عمل ہوگی۔

۴۔ وہ تأویل کسی نص صریح سے معارض نہ ہو اور اس لفظ میں اس تأویل کا احتمال موجود ہو جس کی طرف یہ لفظ پھیرا جاسکتا ہو اگرچہ یہ احتمال مرجوح ہو۔ اور جہاں سرے سے احتمال موجود نہ ہو تو پھر اس صورت میں تأویل کرنا درست نہ ہوگا۔

أن يكون اللفظ محتملاً المعنىٰ الذى يؤول إليه ولو احتمالاً مرجوحاً[۹] (اس لفظ میں تاویل کا احتمال موجود ہوگا جس کی طرف یہ لفظ پھیرا جاتا ہو۔ اگرچہ احتمال مرجوح کیوں نہ ہو)۔

۵۔ اگر کسی نص میں تأویل قیاس کے ذریعہ کی جاتی ہو تو اس کے لیے قیاس کا جلی ہونا ضروری ہے۔

إِذَا كَانَ التَّأْوِيلُ بِالْقِيَاسِ فَلَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ جَلِيًّا، لَا خفي [۱۰] (جب تاویل کامدار قیاس پر ہو۔تو اس کے لیے قیاس کا جلی ہونا ضروری ہے وہ قیاس خفی نہ ہو۔

تأویل صحیح کی مثالیں:

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ [۱۱] (اورطلاق والی عورتیں تین حیض تک اپنے تئیں روکے رہیں)۔

اس آیت میں مطلقہ عورت کی عدت کو تین ماہواری ذکر کیا گیا ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا[۱۲] (مومنو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرکے ان کو ہاتھ لگانے (یعنی ان کے پاس جانے) سے پہلے طلاق دے دو۔تو تم کو کچھ اختیار نہیں کہ ان سے عدت پوری کراؤ)۔

اس دوسری آیت میں تین ماہواری گذارنے کی عدت کو ان عورتوں کے ساتھ تأویل کرکے خاص کردیا ہے جو کہ مدخول بہا ہو، نہ کہ ہر مطلقہ عورت کی عدت۔

اس کے ساتھ اس آیت سے ان عورتوں کو بھی مختص کیا جو حاملہ ہوں، اس لیے کہ اس کی عدت وضع حمل ہے جیساکہ درج ذیل آیت اس پر دال ہے۔

وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ[۱۳] (اور حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل (یعنی بچہ جننے) تک ہے)۔

وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا [۱۴] (پس اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کر دیا ہے اور ربٰو کو حرام کر دیا ہے)۔

یہ آیت تمام تر بیوعات کے جواز پر دلالت کرتا ہے لیکن حدیث کی وجہ سے اس میں تخصیص کرکے بیع معدوم اور دیگر کئی بیوعات فاسدہ کو ناجائز قرار دیا۔

وفی الشاة فی کل أربعین شاة شاة[۱۵] (اور بکریوں میں سے ہر چالیس بکروں میں سے ایک بکری ہے (زکوۃ میں دینے کے لیے)۔

اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ چالیس بکروں میں سے ایک بکری کو بطور زکوۃ کسی محتاج و فقیر کو دینا ہوگا لیکن اس حدیث میں تأویل کرکے بکری کے ساتھ اس کی قیمت دینے کو بھی جائز قرار دیا ہے اس لیے کہ زکوۃ کی مشروعیت کی حکمت اور فلسفہ فقراء اور مساکین کی ضروریات کو پورا کرنا ہے تو شارع کا یہ مقصد جیسے صرف بکری دینے سے پورا ہوتا ہے اسی طرح اس کی قیمت ادا کرنے سے با حسن پورا ہو سکتا ہے۔

جائز تأویل کی ایک مثال لفظ "بیع" بول کر اس سے ہبہ مراد لینا اور "ہبہ" بول کر اس سے بیع مراد لینا ہے اس لیے ان دونوں الفاظ میں ہر ایک کو ایک دوسرے پر محمول کرنے کا احتمال موجود ہے۔

تأویل کے قابل مقامات:

وہ مواضع جس میں تأویل کی گنجائش موجود ہوتی ہے ان کے دو اقسام ہیں:

۱۔ وہ نصوص جو مکلّف انسانوں کی زندگی سے متعلق ہو ان نصوص میں بالاتفاق تأویل کرنا جائز ہے اس لیے کہ نصوص ہمہ وقت زمانہ کے تغیر و تبدل کی وجہ سے احکام شرعیہ کے مفہوم کی تعین اور استنباط احکام کا تقاضہ کرتی ہے۔

۲۔ وہ نصوص جو اعتقادی مسائل سے تعلق رکھتے ہوں جیسا کہ صفات باری تعالیٰ اور قرآن مجید کی بعض سورتوں کے ابتداء میں موجود حروف مقطعات جیسے آلم، حم، ق، ص اور یٰسین وغیرہ۔

اس دوسری قسم کے نصوص میں تأویل کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں علماء کرام سے مختلف اقوال منقول ہیں:

پہلا قول:

اس قسم کے تمام تشابہ اور اصول دین سے وابستہ نصوص کو اپنے ظاہری معنیٰ پر حمل کیا جائے گا اور اس میں کسی قسم کی تأویل نہیں کی جائیگی۔ یہ قول فرقہ تشابہ کا ہے جو کہمس اور احمد الہجیمی کے متبعین ہیں۔

دوسرا قول:

اس قول کے مطابق یہ نصوص تأویل کا احتمال تو رکھتے ہیں مگر ہم تأویل نہیں کرتے، تاکہ عقیدہ تعطیل اور تشبیہ سے بچا جاسکے یہ قول سلف کے علمائے کرام سے منقول ہے۔

وَهُوَ قِسْمَانِ: أَحَدُهُمَا: أَغْلَبُ الْفُرُوعِ، وَلَا خِلَافَ فِي ذَلِكَ.وَالثَّانِي: الْأُصُولُ: كَالْعَقَائِدِ، وَأُصُولِ الدِّيَانَاتِ، وَصِفَاتِ الْبَارِي عَزَّ وَجَلَّ.وَقَدِ اخْتَلَفُوا فِي هَذَا الْقِسْمِ عَلَى ثَلَاثَةِ مَذَاهِبَ:

الْأَوَّلُ: أَنَّهُ لَا مَدْخَلَ لِلتَّأْوِيلِ فِيهَا، بَلْ يَجْرِي عَلَى ظَاهِرِهَا، وَلَا يؤول شيء منها، وهذا قول المشبهة.

پس وہ دو قسم پر ہے۔ایک وہ ہے جو اکثر فروع میں مستعمل ہوتا ہے۔یہ علی الاتفاق جائز ہے۔دوم اصول ہے۔جیسے عقائد اور اصول دین وصفات باری تعالیٰ۔اوراس قسم میں (تاویل کے جواز وعدم)کے بارے میں تین مذاہب ہیں:

اول قول :یہ ہے کہ اس میں تاویل کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔بلکہ ان (الفاظ) کواپنے ظاہری محمل پر جاری رکھاجائے گااوران میں کسی لفظ میں تاویل نہیں کی جائے گی،یہ قول مشبہ ہے۔

وَالثَّانِي:أَنَّ لَهَا تَأْوِيلًا، وَلَكِنَّا نُمْسِكُ عَنْهُ، مَعَ تَنْزِيهِ اعْتِقَادِنَا عَنِ التَّشْبِيهِ وَالتَّعْطِيلِ، لِقَوْلِهِ تعالى: {وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ}قَالَ ابْنُ بَرْهَانَ: وَهَذَا قَوْلُ السَّلَفِ[16]

(دوم یہ کہ ان الفاظ میں تاویل کرنے کااحتمال موجود ہے۔لیکن ہم تاویل نہیں کرتے ہیں۔عقیدہ تشبیہ وتعطیل سے بچنے کی خاطر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وما يعلم تأويله إلا الله۔ابن برہان نےاس کو سلف کا قول قرار دیا ہے)۔

تیسرا قول:

اس حوالے سے تیسرا قول یہ ہے کہ یہ نصوص مطلق قابل تأویل ہیں۔

وَالْمَذْهَبُ الثَّالِثُ: أَنَّهَا مُؤَوَّلَة[17] (اور تیسرا مذہب یہ ہے کہ اس میں تاویل کرنا جائز ہے).

ان اقوال میں سے پہلا قول باطل ہے اس لیے کہ وہ اہل تشبیہ اور معطلہ کا ہے اور آخری دو اقوال درست ہیں۔

قَالَ ابْنُ بَرْهَانَ: وَالْأَوَّلُ مِنْ هَذِهِ الْمَذَاهِبِ بَاطِلٌ، وَالْآخَرَانِ مَنْقُولَانِ عَنِ الصَّحَابَةِ. وَنُقِلَ هَذَا الْمَذْهَبُ الثَّالِثُ عَنْ عَلِيٍّ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ مسعود، وأم سلمة[18]

(ابن برہان نے اول مذہب کو باطل قرار دیا ہے۔اور آخری دو اقوال صحابہ سے منقول ہیں۔اس تیسرے مذہب کو علی، ابن عباس ،ابن مسعود اور ام سلمہؓ سے نقل کیا گیا ہے)۔

تأویل صحیح کی مثالیں:

وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا [19](اور جس بستی میں ہم ٹھہرے تھے وہاں سے (یعنی اہل مصر سے) اور جس قافلے میں آئے ہیں اس سے دریافت کر لیجیے)۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے برخورداروں سے فرمایا کہ اس علاقہ سے یوسف کی معلومات لا کر دو جہاں سے وہ لاپتہ ہوا ہے حالانکہ کسی قریہ و بستی میں جواب دینے کی صلاحیت موجود نہیں ہے، مگر یعقوب علیہ السلام نے جملہ بطور مبالغہ ذکر کیا تھا تو ہم یہاں تأویل کر کے قریہ سے اہل قریہ مراد لیتے ہیں اور یہ تأویل صحیح ہے اور مقتضیٰ عقل کے عین مطابق ہے۔

كتأويل قوله تعالىٰ واسئل القرية (إلىٰ) معنىٰ واسأل أهل القرية لأن القرية نفسها لا يمكن توجيه السؤال إليها[20]

(جیسے کہ باری تعالیٰ کے اس قول واسئل القریۃ میں تاویل کر کے اہل القریۃ مراد لینا اس لیے کہ نفس قریہ سے سوال کرنا ممکن نہیں)۔

اور اسی قبیل سے یہ عبارت بھی ہے:

عبدی مرضت فلم تزرنی[21] (اے میرے بندے: میں بیمار ہوا تھا تو نے میری بیمار پرسی نہیں کی)۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے بندے میں بیمار ہوا تھا اور تو نے میری عیادت نہیں کی۔اس حدیث سے اس کا ظاہری معنیٰ مراد لینا درست نہیں ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بیماریوں وغیرہ جیسے نقائص سے پاک ہے تو لا محالہ اس حدیث میں تأویل کی جائیگی تا کہ اس کو کسی صحیح محمل پر محمول کیا جاسکے، لہٰذا یہاں "مرضت" کا معنیٰ ہوگا "مرض عبد من عبادی" کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ بیمار ہوا تھا اور آپ نے اس کی عیادت نہیں کی۔ دیگر بعض روایات میں یہ الفاظ مذکور ہیں "ألم تعلم أن عبد من عبادی" ہم نے اس حدیث کے الفاظ میں تأویل کرکے مرضت کے لفظ سے مرض عبدی مراد لیا۔

فہم کے اعتبار سے تأویل کی اقسام:

فہم کے اعتبار سے تأویل کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ تأویل قریب الی الفہم ۲۔ تأویل بعید عن الفہم

اس تفصیل کے بعد تأویل صحیح کبھی جلد سمجھ میں آنے والی ہوتی ہے جس کو تأویل قریب الی الفہم کہا جاتا ہے اور کبھی تأویل ایسی ہوتی ہے کہ وہ سوچ وتدبر کی محتاج رہتی ہے جس کو تأویل بعید عن الفہم کہا جاتا ہے اور کبھی یہ تأویل متعذر ہوتی ہے جس کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔

تأویل قریب الفہم:

تأویل کبھی قریب الفہم ہوتی ہے جو کسی ادنی دلیل کی وجہ سے آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے جیسا کہ:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ [۲۲] (مومنو! جب تم نماز پڑھنے کا قصد کیا کرو تو منہ دھولیا کرو)۔

اس آیت میں قیام کے ظاہری معنیٰ کو ترک کرکے اس کو قریبی معنیٰ "عزم وارادہ" پر حمل کیا جائے گا اس لیے کہ نماز کے لیے باوضو ہونا شرط ہے اور شرط یعنی "طہارت" نماز کے شروع کرنے سے قبل موجود ہونا ضروری ہے۔

> النوع الأول : التأويل القريب، وهو: ما إذا كان المعنى المأوَّل إليه اللفظ قريباً جداً، فهذا يكفيه أدنى دليل . مثل: قوله تعالى:{يأيها الذين آمنوا إذا قمتم إلى الصلاة فاغسلوا وجوهكم}، فإن القيام إلى الصلاة قد صرف عن معناه الظاهر إلى معنى قريب محتمل، وهو: العزم على أداء الصلاة، والمراد: إذا عزمتم على أداء الصلاة، والذي رجح هذا الاحتمال دليل وهو: أن الشارع لا يطلب الوضوء من المكلفين بعد الشروع في الصلاة[۲۳]

(نوع اول تاویل کے قریب ہے یہ وہ ہوتا ہے کہ لفظ اس معنی کو مراد لینے کے بالکل قریب ہو۔اوراس معنی کے فہم کے لیے ادنیٰ قسم کی دلیل بھی کافی ہوگی جیسا کہ باری تعالیٰ کا قول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ۔ پس قیام کو یہاں اپنے ظاہری معنی کو ترک کرکے قریبی محتمل معنی پر حمل کیا گیا اور وہ ہے نماز ادا کرنے کا عزم اور ارادہ۔اوراس سے مراد یہ ہے کہ جب تم نماز ادا کرنے کا عزم کرو۔اوراس معنی کو ترجیح دینا بھی دلیل کی بنیاد پر ہے۔اس لیے کہ شارع، نماز شروع کرنے کے بعد طہارت حاصل کرنے کا مطالبہ نہیں کرتی۔

تأویل بعید عن الفہم:

یہ تأویل کی وہ قسم ہے جو غور وفکر اور تدبر کی محتاج ہوتی ہے اور آسانی سے اس کا معنی سمجھ میں آنا مشکل ہوتا ہے اور اس کی بنیاد کسی معقول دلیل پر نہیں ہوتی ہے، اس تأویل کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ جیسا کہ حضور ﷺ کی اس حدیث میں ہے کہ:

"من ملك ذا رحم محرم عتق عليه"[۲۴] (جو اپنے قریبی رشتہ دار غلام کا مالک ہوا تو وہ اس پر آزاد ہو جائے گا)۔

بعض شوافع نے اس حدیث میں تخصیص کرکے خریدنے والے کے صرف اصول، یعنی باپ دادا اور فروع، یعنی پوتا پوتی وغیرہ کے ساتھ مختص کیا ہے کہ صرف وہ اس پر آزاد ہو جائیں گے اس لیے کہ وہ اس حدیث کو صرف رشتہ داروں کی ان دو قسموں کے ساتھ مختص کرتے ہیں اور اس میں تعمیم کے قائل نہیں ہیں لیکن ان کی تأویل بعید عن الفہم ہے اس لیے کہ اس تأویل کی وجہ سے حدیث کے الفاظ میں جو عموم ہے وہ ختم ہو جاتا ہے حالانکہ یہ حدیث کسی سوال کے جواب میں واقع ہوئی ہے اور عام ان نصوص میں سے ہے جو تأویل کو قبول کرتی ہے بلکہ اس حدیث میں ایک قاعدہ اور اصل کو بیان کیا ہے جو کہ تأویل کو قبول نہیں کرتا۔

تأول بعض أصحابنا حديث: "من ملك ذا رحم محرم عتق" على الأصول والفصول خاصة، لاختصاصهما بأحكام لا تعم جميع الرقاب، وفيه بعد لتعطيل لفظ العموم، ولأنه ورد ابتداء لتأسيس قاعدة لا لبيان جواب وسؤال، حتى يخصص به[۲۵]

("من ملک ذارحم محرم عتق علیہ" میں بعض اصحاب حدیث نے تاویل کرکے اس حدیث کو اصول اور فصول کے ساتھ مختص کردیا ہے۔اس لیے کہ یہ حکم ان دونوں (اصول وفروع) کے ساتھ مختص ہے۔تمام غلاموں کو یہ شامل نہیں ہے۔لیکن اس معنی کو مراد لینے میں عام کی تعمیم کو معطل کرنا بعید ہے اوراس کے علاوہ اس حدیث میں قاعدہ کو بیان کیا ہے کسی سوال کا جواب نہیں ہے جو تخصیص کا احتمال رکھتا ہو)۔

تأویل متعذر:

تأویل کی تیسری قسم تأویل متعذر ہے یہ وہ تأویل ہے جو نصوص شرعیہ اور عام اصول وضوابط شرعیہ کے معارض ہو اس تأویل کا مقصد محض انسانی خواہشات کی اتباع اپنے فاسد عقائد کو تقویت اور ترویج دینے کے لیے کوئی دلیل مہیا کرنا ہوتا ہے اس وجہ سے اس تأویل کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔

والتأويل في نفسه ينقسم إلى ثلاثة أقسام: قد يكون قريبا، فيترجح بأدنى مرجح، وقد يكون بعيدا، فلا يترجح إلا بمرجح قوي، ولا يترجح بما ليس بقوي، وقد يكون متعذرا، لا يحتمله اللفظ، فيكون مردودا لا مقبولا.[۲۶]

(تاویل فی نفسہ تین اقسام پر منقسم ہے۔کبھی قریب ہوتا ہے جس کو ترجیح دینے کے لیے ادنٰی مرجح کا موجود ہونا کافی ہے اور کبھی بعید ہوتا ہے جس کو ترجیح دینے کے لیے کسی قوی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔اور بغیر قوی مرجح کے اس کو ترجیح نہیں دی جائے گی۔اور کبھی کبھار تاویل متعذر ہوتی ہے۔لفظ میں اس کا سرے سے احتمال ہی نہیں ہوتا۔تو وہ تاویل مردود وغیر مقبول ہوگی)

قیاس کے ذریعے تأویل کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں علماء سے تین اقوال منقول ہیں:

۱۔ عدم جواز: یہ حضرات قیاس کے ذریعے کسی بھی نص میں تأویل کے جواز کے مطلقاً خلاف ہیں اور اس قسم کی تأویل کو ناجائز سمجھتے ہیں۔

۲۔ مطلق جواز: علماء کا یہ گروہ قیاس کے ذریعے نصوص میں تأویل کو مطلق جائز سمجھتے ہیں۔

۳۔ مشروط جواز: اس حوالے سے تیسرا قول یہ ہے کہ قیاس جلی کے ذریعے کسی نص میں تأویل کرنا جائز ہے البتہ قیاس خفی کے ذریعے درست نہیں ہے[۲۷]۔

تأویل کا حکم:

مجتہد کی تأویل سے جو معنیٰ متعین ہو جائے اس پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے مگر اس احتمال کے ساتھ کہ ہو سکتا ہے کہ یہ معنیٰ غلط ہو اور دوسرا معنیٰ صحیح ہو اس لیے کہ مجتہد کی رائے میں خطا اور صواب دونوں کا احتمال موجود رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ مؤول ظنی ہوتا ہے قطعی نہیں اور اس کے منکر کو کافر نہیں کہا جائے گا[۲۸]۔

تأویل کی ضرورت کیوں اور کب پیش آتی ہے؟:

تأویل صرف لفظ مشترک کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ مشترک کے علاوہ اور بھی کئی مقامات ایسے ہیں کہ ان میں تأویل کرنے کا احتمال موجود ہوتا ہے جب لفظ کے ظاہری ومتبادر معنیٰ کو چھوڑ کر تأویل کے ذریعے اس محتمل معنیٰ پر حمل کرنے اور اسی معنیٰ کے راجح ہونے پر کوئی دلیل موجود ہو تو اس صورت میں یہ تأویل درست ہوگی۔ یہ تأویل مختلف طریقوں سے کی جاتی ہے کبھی لفظ سے حقیقی معنیٰ کے بجائے مجازی معنیٰ مراد لیا جاتا ہے اور کبھی کلام کے اضمار وترادف وتاکید اور تقویت المعنیٰ پر حمل کیا جاتا ہے اسی طرح بعض اوقات کبھی تقدیم کما حقه التأخير اور یا اس کے برعکس اور یا عام میں تأویل کے ذریعے تخصیص پیدا کر دی جاتی ہے ان میں سے ہر ایک قسم کو تفصیل کے ساتھ ترتیب وار ذکر کیا جائے گا:

لفظ کے حقیقی معنیٰ کو چھوڑ کر اس کو مجازی معنیٰ پر حمل کرنا:

جب لفظ میں حقیقی اور مجازی معنیٰ دونوں معانی مراد لینے کی گنجائش ہو لیکن معنیٰ مجازی کے مراد لینے پر کوئی قرینہ صارفہ یا کوئی معقول دلیل موجود ہو تو اس دلیل یا قرینہ کی وجہ سے لفظ کے حقیقی معنیٰ کو ترک کرکے تأویل کے ذریعے معنیٰ مجازی پر حمل کرنا درست ہوگا[۲۹]۔

کسی لفظ کے حقیقی معنیٰ کو چھوڑ کر اس کو مجازی معنیٰ پر حمل کرنے کی مثال باری تعالیٰ کا یہ قول ہے:

> قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا[۳۰] (اور) کہا اے پروردگار! میری ہڈیاں بڑھاپے کے سبب کمزور ہو گئی ہیں اور سر (ہے کہ) بڑھاپے (کی وجہ سے) شعلہ مارنے لگا ہے۔ اور میرے پروردگار میں تجھ سے مانگ کر بھی محروم نہیں)۔

اس آیت میں "واشتعل الرأس" سے حقیقی معنیٰ مراد لینا مشکل ہے اس لیے کہ وہ معنیٰ شعلہ نکلنے کا ہے جو کہ محال ہے اس لیے اس کو معنیٰ مجازی پر حمل کرکے بالوں کی سفیدی مراد لی جائیگی جو سن رسیدہ ہونے کی علامت ہے۔

فإن الاشتعال الحقیقی لا یمکن فھو مجاز عن بیاض الشیب[۳۱] (اشتعال کا حقیقی معنی مراد لینا ممکن نہیں ہے۔ (یہاں پر) اس سے بالوں کی سفیدی معنی مجازی مراد ہو گی)

اسی طرح اگر کسی نے حج یا عمرہ کی نذر مانی تو حج کا حقیقی معنیٰ مطلق قصد کرنا ہے جو کہ یہاں مراد نہیں لیا جاسکتا بلکہ حج کا مجازی معنیٰ یعنی زیارت بیت اللہ اور عمرہ کی ادائیگی مراد لی جائیگی۔

وکذالک الحج فإن اللفظ للقصد حقیقتاً ثم سمیت العبادہ بھا لما فیھا من العزیمة والقصد للزیارة[۳۲]

(اور اس طرح حج بھی ہے، کیونکہ یہ لفظ حقیقۃً قصد کے معنی میں ہے۔اس کے بعد یہ عبادت کے لیے نام رکھا گیا ہے۔اس لیے کہ اس میں ارادہ اور قصد کرنا ہوتا ہے مقامات مقدسہ کا)۔

اضمار فی الکلام:

اضمار نام ہے اس جملہ وکلام کا، جو مقدر و محذوف ہو اضمار فی الکلام اس وقت درست ہوگا جب کلام اس کے بغیر صحیح نہ ہو سکتا ہو اس کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے کہ جب کوئی کلام ایسا ہو کہ ظاہر معنیٰ پر حمل کرنے سے درست مفہوم نہ لیا جاسکتا ہو جبکہ کلام کو صحیح محمل پر محمول کرنا ضروری ہو، اور یا کسی صاحب الشرع بندہ کا کوئی بیان سامنے آجائے اور وہ مقتضیٰ ظاہر کے خلاف ہو تو ان جیسے حالات میں مقدر عبارت یعنی اضمار کو ماننا پڑے گا تاکہ اس کلام کو لغو ہونے سے بچایا جاسکے اور اس کو کسی صحیح محل میں ڈال کر اس پر بہت سی فقہی فروعات کا بناء کیا جاسکے گا اگرچہ اضمار خلاف الاصل ہے[۳۳]۔

اضمار کی پہلی مثال یہ حدیث ہے: انما الاعمال بالنیات[۳۴] (بے شک تمام اعمال کادارومدار نیتوں پر ہے)

اس حدیث میں بناء بر اختلاف "ثواب الاعمال" یا "صحة الاعمال" کے الفاظ کو محذوف ماننا پڑے گا اس لیے کہ کچھ مقدر مانے بغیر اس حدیث کو کسی صحیح محمل پر حمل نہیں کیا جاسکتا کیونکہ نفس عمل نیت کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ بغیر نیت کے بھی عمل ہو سکتا ہے جیسا کہ انسان غلطی سے کئی کام کر جاتا ہے[۳۵]۔

اس سلسلہ میں دوسری حدیث ہے: رفع عن امتی الخطاء والنسیان وماستکرھوا علیه[۳۶]

ترجمہ: میری امت سے خطاء اور نسیان میں سرزد ہونے والے اعمال کا وبال اٹھایا گیا ہے اور اسی طرح اس ناجائز عمل کا وبال بھی اٹھایا گیا ہے جس پر کسی کو مجبور کیا جائے۔ اس حدیث میں کلام کے مقتضیٰ کے مطابق "حکم" کا لفظ محذوف ماننا پڑے گا۔

لفظ کو مرادف معنی پر حمل کرنا:

ترادف نام ہے کلام میں کسی ہم معنی لفظ کو ایک دوسرے کی جگہ پر ذکر کرنا اور وہ دوسرا لفظ ایسا ہو کہ وہ بعینہٖ پہلے والے معنی پر دلالت کرتا ہو۔ ترادف کا تحقق صرف اس وقت ہو سکتا ہے جب یہ الفاظ ایک دوسرے کے ہم معنی ہوں ان میں تأویل کرکے ان پر متعدد فقہی فروعات کا بناء کیا جاتا ہے اور ان فقہی فروعات میں الفاظ مترادفہ کو بطور دلیل وحجت ذکر کیا جاتا ہے[۳۷]۔

ترادف کی مثال حضور ﷺ کی یہ حدیث ہے:

لاتنتفعوا من المیتة باھاب ولا عصب[۳۸] (نفع حاصل نہ کرو مردہ جانور کے چمڑے اور پٹھوں سے)

عبداللہ بن عکیم سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے وصال سے ایک ماہ قبل ہمیں ایک مراسلہ بھیجا جس میں یہ حکم تھا کہ مردہ حیوان کے چمڑے اور پٹھوں سے نفع حاصل نہ کرو۔

اس حدیث میں لفظ "اھاب" جلد یعنی چمڑے کا مترادف ہے اس لیے اہاب اور جلد دونوں ایک ہی چیز ہیں اور یہی بعض مالکیہ کی رائے ہے کہ مردہ جانور کے چمڑے سے دباعت سے پہلے یا بعد میں کسی بھی صورت میں فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے۔ احناف کے ہاں مردہ حیوان کے چمڑے سے بعد الدباعت فائدہ اٹھانا جائز ہے اس لیے کہ جلد اور اہاب دو الگ الگ الفاظ ہیں ان میں ترادف نہیں ہے کیونکہ جلد اس چمڑے کو کہا جاتا ہے جس کی ابھی تک دباعت نہ کی گئی ہو جبکہ اہاب سے مراد وہ چمڑا ہے جس کو دباعت دی گئی ہو، چنانچہ احناف ان دونوں الفاظ میں ترادف کے قائل نہیں ہیں۔

لفظ کو تاکید اور تقویت معنی کے لیے ذکر کرنا:

ایک لفظ کو دوسرے لفظ کی تاکید کے لیے ذکر کرنا خلاف الاصل ہے اس لیے کہ ہر لفظ کو واضع نے کسی نہ کسی معنی کے لیے وضع کیا ہے لیکن جب قرائن سے یہ بات واضح ہو جائے کہ اس مقام پر لفظ سے تاکید اور تقویت کے علاوہ کوئی اور معنی مراد لینا مشکل ہے تو پھر اس صورت میں تأویل کرکے لفظ کو تقویت اور تاکید کے معنی پر حمل کرنا ہوگا[۳۹]۔

تاکید اور تقویت کے لیے استعمال ہونے والے الفاظ کی قرآن کریم اور لغت عربی میں متعدد مثالیں موجود ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

تاکید کے سلسلے میں پہلی مثال ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ[٤٠] (اور جو اس میں شرارت وکج روی (کفر) کرنا چاہتے ہوں اس کو ہم درد دینے والے عذاب کا مزہ چکھائیں گے)۔

اور جو اس دنیا میں گمراہی کی راہ قصداً چاہتا ہے ہم اس کو دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

تاکید کی دوسری مثال باری تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ:

وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا[٤١] (اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ، تم پر تازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی اور کھجور کی شاخیں اپنی طرف کھینچو پس آپ پر پکی کھجوریں گریں گی)

ان دونوں آیتوں میں لفظ "بالحاد" اور لفظ "بجذع" میں ب زائد ہے لیکن معنیٰ کی تاکید کے لیے ذکر ہوا ہے۔ اسی طرح ایک تیسری آیت وامسحوا برؤسكم[٤٢] بھی ہے جو لوگ تمام سر کے مسح کی فرضیت کے قائل ہیں وہ "برؤسكم" میں کلمہ با کو زائد مانتے ہیں اور اس کو تاکید اور تقویت پر حمل کرتے ہیں۔

کلام کو تقدیم کما حقہ تاخیر اور تاخیر کما حقہ التقدیم پر حمل کرنا

تقدیم وتاخیر کا یہ عمل اس وقت درست وجائز ہوگا کہ جب اس کا صحت ودرست ہونا معلوم ہو جائے اہل عرب سے یہ قول منقول ہے لیکن یہ اس وقت جائز ہے کہ اس سے کلام کے معنیٰ میں اشتباہ اور ابہام پیدا نہ ہوتا ہو فقہاء کرام کلام کی تقدیم كما حقه التأخير حكماً اور تأخير كما حقه التقديم حكماً کے عمل کو اپنے لیے بطور حجت پیش کرتے ہیں[٤٣]۔

اس کی مثال وہ احادیث ہیں جس میں ظاہری تعارض کی وجہ سے احناف، مالکیہ، اہل ظواہر اور امام شافعی کے درمیان حنث کو کفارہ پر مقدم کرنے کے جائز اور ناجائز ہونے کے بارے میں اختلاف پیدا ہوا ہے۔ اول الذکر کفارہ کی حنث پر تقدیم کے عدم جواز کے قائل ہیں جبکہ موخرالذکر جواز کے قائل ہیں۔

اس سلسلے میں دونوں احادیث حضرت عبدالرحمٰن بن سمرۃ سے منقول ہیں چنانچہ پہلی حدیث یہ ہے:

حدثنا سعيد عن قتادة عن الحسن عن عبد الرحمن بن سمرة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال إذا حلفت على يمين فرأيت غيرها خيرا منها فكفر عن يمينك وائت الذي هو خير[٤٤]

(عبدالرحمٰن بن سمرۃ سے روایت ہے: بے شک نبی کرم ﷺ نے فرمایا کہ: تو اگر کسی کام (کے کرنے یا نہ کرنے) پر قسم کھاؤ پھر اس کے علاوہ چیز آپ کو بہتر لگے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرو اور اس بہتر کام کو کر لو)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حنث سے قبل کفارہ دینا درست نہیں ہے اور یہی احناف ودیگر کا مذہب ہے۔اس سلسلہ میں دوسری حدیث یہ ہے:

حدثنا محمد بن الصباح البزاز حدثنا هشيم أخبرنا يونس ومنصور يعني ابن زاذان عن الحسن عن عبد الرحمن بن سمرة قال قال لي النبي صلى الله عليه وسلم يا عبد الرحمن بن سمرة إذا حلفت على يمين فرأيت غيرها خيرا منها فأت الذي هو خير وكفر يمينك[٤٥]

(عبدالرحمٰن بن سمرة سے روایت ہے:بے شک نبی کرم ﷺ نے فرمایا کہ: تو اگر کسی کام (کے کرنے یانہ کرنے) پر قسم کھاؤ پھر اس کے علاوہ چیز آپ کو بہتر لگے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرو اور اس بہتر کام کو کرلو)۔

اس حدیث کی رو سے حنث سے قبل کفارہ دینا درست ہے جو کہ امام شافعی کا مذہب ہے اس لیے کہ "فأت الذی هو خير" کے الفاظ پہلے آئے ہیں جبکہ "وكفر عن يمينك" کے الفاظ بعد میں آئے ہیں۔

چنانچہ اس دوسری حدیث کو تقدیم وتاخیر حکماً پر حمل کرتے ہیں وہ اس طرح کہ "فكفر عن يمينك" کے الفاظ اگرچہ عبارت میں " فأت الذی هو خير " سے مؤخر ہیں لیکن حکم میں یہ اس سے مقدم ہیں لہٰذا تاخیرِ الفاظ تقدیم الحنث علی الکفارۃ پر دلالت نہیں کرتے بلکہ کفارہ حنث سے مقدم ہی ہوگا۔ لہٰذا دوسری حدیث میں تقدیم وتاخیر کی تاویل سے دونوں احادیث کے درمیان تطبیق پیدا ہو جاتی ہےاور یوں دونوں احادیث قابل عمل بن جاتی ہیں۔

لفظ عام میں تاویل کرکے تخصیص پیدا کرنا:

عام کو بعض افراد میں محصور کرنا تخصیص کہلاتا ہے۔لفظ عام میں تخصیص کرکے اس کو بعض افراد میں محصور کرنا ظاہر کے خلاف ہے اس لیے کہ عام کے الفاظ تمام افراد کو علی سبیل الشمول والاستغراق شامل ہوتے ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں عام الفاظ میں تخصیص کرکے اس پر مختلف احکام کو مرتب کرنے کی بہت سی امثلہ موجود ہیں بلکہ عام کے بارے میں یہ مقولہ مشہور ہے کہ کوئی عام ایسا نہیں ہے کہ جس میں کوئی تخصیص نہ کی گئی ہو مگر عام میں تخصیص کرنا کسی دلیل وضرورت کی بناء پر ہونا چاہئے اور کسی معقول دلیل اور حاجت کے تحت ہونا چاہیے ورنہ بغیر دلیل وضرورت کے عام کو اپنے تعمیم پر ہی چھوڑا جائیگا[٤٦]۔

عام میں تخصیص پیدا کرنے کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ [47] (اللہ تمہاری اولاد کے حق میں تمہیں حکم دیتا ہے، ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے)

یہ آیت عام ہے جس کی بدولت اولاد میں سے ہر ایک کو میراث میں حصہ دینا ضروری ہے مگر ہم اس میں تخصیص کرکے کافر اور قاتل اولاد کو مختص کرکے اس کو میراث سے محروم کردیتے ہیں۔

مع أن الكافر والقاتل وغيرهما خصوا منه ولم ينكر أحد من الصحابة احتجاجها به مع ظهوره وشهرته[48]

ترجمہ: باوجود اس کے کہ کافر اور قاتل کو اس سے خاص کردئے گئے ہیں اور صحابہ میں کسی اس کا انکار نہیں کیا ہے بطور دلیل کے۔اس سے ظہور و شہرت کے باوجود مطلق کو تأویل کے ذریعے مقید کرنا

کسی مطلق لفظ کے اطلاق کو ختم کرکے اس کے مقید کرنے کو تقیید کہا جاتا ہے یعنی مطلق لفظ میں جو وصف پایا جاتا ہے اس کو مقید کرکے کسی ایک جنس کے ساتھ مختص کرنا ہوتا ہے[49]۔

اس کی مثال حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے کہ حضور ﷺ نے نکاح کے انعقاد کے بارے میں فرمایا:

لانكاح الاّ بوليّ وشاهدين[50] (نکاح درست نہیں ہوتا ہے مگر ولی کی اجازت اور گواہوں کی موجودگی میں)

جبکہ دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

لانكاح الاّ بوليّ وشاهدي عدل-[51] (نکاح درست نہیں ہوتا ہے مگر ولی کی اجازت اور عادل گواہ کی موجودگی میں)

پہلی حدیث میں مطلق گواہوں کا ذکر ہے کہ صرف دو گواہ ہوں جبکہ اس کے عادل ہونے سے حدیث خاموش ہے جبکہ دوسری حدیث میں دو عادل گواہوں کا تذکرہ ہے پہلی حدیث مطلق ہے جبکہ دوسری مقید ہے اس لیے کہ اس میں گواہوں کے عادل ہونے کا تذکرہ ہے۔ان دونوں احادیث سے مشرکہ طور پر یہ حکم معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے انعقاد کے وقت گواہوں کا ہونا ضروری ہے اور ان دونوں کا سبب بھی مشترک ہے جو کہ نکاح کا انعقاد ہے۔ لہٰذا پہلی حدیث جو مطلق ہے اس کو دوسری حدیث کے ساتھ مقید بنایا جائیگا اور یہ کہا جائے گا کہ نکاح کے انعقاد کے لیے دو عادل گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔

نتائج وخلاصہ بحث:

اس تحقیقی مقالہ میں فقہ اسلامی میں نصوص شرعیہ کی تأویل کا عمومی جائزہ لیا گیا ہے کیونکہ قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور لغت عربی میں بہت سے مشترک المعانی الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو صحابہ کرام اور بعد کے فقہاء کے مابین فروعی مسائل کے پیدا ہونے اور ان میں اختلاف کا سبب بنا۔ اس لیے علماء کرام نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ ادلہ کی بنیاد پر ان مشترک المعانی الفاظ سے کسی ایک معنیٰ کی تعیین کی جائے چنانچہ انہوں نے ان الفاظ کی باقاعدہ نص، مفسر، محکم، تشابہ اور موؤل وغیرہ کی طرف زمرہ بندی کی تاکہ ان مشترک الفاظ سے کوئی ایک متعین معنیٰ مراد لینے میں دشواری نہ ہو، چنانچہ فاضل محقق نے بحث کا آغاز نصوص میں تأویل کی ضرورت پیش آنے کے محرکات سے کی۔ تأویل اور موؤل کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کرنے کے ساتھ ساتھ صحت اور عدم صحت کے اعتبار سے تأویل کی دو اقسام تأویل مقبول اور تأویل مردود پر روشنی ڈالی اور ساتھ میں تأویل کے صحیح ہونے کی شرائط اور اس کی مثالوں کا بھی احاطہ کیا۔ قرآن کریم میں قابل تأویل مقامات، تأویل کا حکم، تأویل کرنے کی ضرورت کے محرکات اور فہم کے اعتبار سے تأویل کی مزید دو قسموں تأویل قریب الی الفہم اور تأویل بعید الی الفہم کو بھی موضوع بحث بنایا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.

حواشی وحوالہ جات:

۱. شریف التلمسانی، ابی عبد اللہ محمد بن احمد، شرح مفتاح الاصول إلی بناء الفروع علی الاصول ۳۶۰، (تحقیق ابی طیب مولود) مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان طبع دوم (۱۴۳۷)
Sharīf-Al-TulmĪsāī, Abi Abdullah Muḥammad Bin Aḥmad, Sharḥ Miftāḥ al-Usūl ilā binā al-Furū' 'alā'-al-Usūl 360, (Tahqīq abi Tayyab Maulūd), Maktabah Dār al-Kutub-al-'Ilmīyyah, Bairūt, Taba' dawm (1437)

۲. الفیروزآبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، ۱/۱۲۲۴
Al-Fairoz Āabadi, Muḥammad Bin Ya'qub, Al-Qamūs-al-Muhīt, 1224/1

۳. الفیروزآبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، ۱/۱۲۲۴، مکتبہ رحمانیہ، لاہور
Al-Fairoz Āabadi, Muḥammad Bin Ya'qub, Al-Qamūs-al-Muhīt, 1224/1

۴. السرخسی، ابی بکر محمد بن احمد ابی سہل (م ۴۹۰)، اصول السرخسی ۱/۱۲۷، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان طبع سوم، (مع تحقیق ابوالوفاء افغانی)

Al-Sarakhsī, Abī Bakr Muḥammad Bin Aḥmad Sahl (M490), Usūl al-Sarakhsī 127/1, Dār al-Kutub al- 'Ilmiyyah, Bairūt, Taba' saum, (Ma' Taḥqīq Abū al-wafā Afghāni)

۵. العثمین، محمد بن صالح (۱۴۲۱م)، شرح الوصول من علم الاصول ص ۴۸۴ مکتبہ دار ابن جوزی السعودیہ
Al-Uthaymīn, Muḥammad bin Sālih (M1421), Sharḥ-al-wUsūl Min 'Ilm-al-Usūl (p. 484) Maktabah Dār ibn Jauzī al-Saudīyyah

۶. الآمدی، سیف الدین ابی الحسن علی بن ابی علی بن محمد (۶۲۱م)، الاحکام فی اصول الاحکام ۵۰/۲، دار الکتب العلمیہ بیروت
Al-Āmdi, Saif-al-Din Abi-al-Hassan bin A'li bin Muḥammad (M 621), Al-Ihkām fī Usūl al-ahkām 50/2, Dār-al-Kutub-al- 'Ilmiyyah, Bairūt

۷. زیدان، عبدالکریم، الوجیز فی اِصول الفقہ ۳۴۱/۵، مکتبہ رحمانیہ لاہور
Zaydān, Abd-al-Karīm, Al-Wajīz fī Usūl-al-Fiqh 341/5, Maktabah Rahmanīyyah, Lahore

۸. زیدان، عبدالکریم، الوجیز فی اِصول الفقہ ۳۴۱، مکتبہ رحمانیہ لاہور
Zaydān, Abd-al-Karīm, Al-Wajīz fī Usūl-al-Fiqh 341/5, Maktabah Rahmanīyyah, Lahore

۹. ابوزہرہ، محمد، اِصول الفقہ ص ۱۰۶، مکتبہ دار الفکر العربی قاہرہ
Abū Zahrah, Muḥammad, Usūl-al-Fiqh p. 106, Maktabah Dār al-Fikr al-'Arabi, Qāhirah

۱۰. الشوکانی، محمد بن علی الشوکانی (۱۲۵۰م) ارشاد الفحول إلی تحقیق الحق من علم الاصول ۵۱/۲، مطبعۃ المدنی القاہرہ مصر (طبع اول) (تحقیق شعبان اسمٰعیل)
Al-Shaukanī, Muḥammad bin 'ala al-Shaukanī (M1250), Irshād al-Fuhūl ilā Tahqīq al-Haqq min 'Ilm al-Usūl 51/2, Matba't al-Madanī al-Qāhirah, Misr (Taba' Awwal) (Tahqīq Sha'bān Ismāī'l)

۱۱. القرآن ۲۲۸/۲
Al-Qurān 228/2

۱۲. القرآن ۴۹/۳۳
Al-Qurān 49/3

۱۳. القرآن ۴/۶۵
Al-Qurān 65/4

۱۴. القرآن ۲۷۵/۲
Al-Qurān 275/2

۱۵. ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ (۲۷۹م) الجامع الصحیح الترمذی، ۱۳۶/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
Tirmidhī, Abū Īsā Muḥammad bin Īsā (M279) Al-Jāmi' al-Sahīh-al-Tirmidhī, 136/1, Qadīmī, Kutub Khāna, Karachi

۱۶. الشوکانی، محمد بن علی الشوکانی (۱۲۵۰م) ارشاد الفحول إلی تحقیق الحق من علم الاصول ۳۴۳/۵، مطبعۃ المدنی القاہرہ مصر (طبع اول) (تحقیق شعبان اسمٰعیل)

Al-Shaukanī, Muḥammad bin ‘ala al-Shaukanī (M1250), Irshād al-Fuhūl ilā Tahqīq al-Haqq min ‘Ilm al-Usūl 343/5, Matba’t al-Madanī al-Qāhirah, Misr (Taba’ Awwal) (Tahqīq Sha’bān Ismāī’l)

۱۷. الشوکانی، محمد بن علی الشوکانی (۱۲۵۰م) ارشاد الفحول إلی تحقیق الحق من علم الاصول ۴۷/۲، ۴۸، مطبعۃ المدنی القاہرہ مصر (طبع اول) (تحقیق شعبان اسمٰعیل)

Al-Shaukanī, Muḥammad bin ‘ala al-Shaukanī (M1250), Irshād al-Fuhūl ilā Tahqīq al-Haqq min ‘Ilm al-Usūl 47-48/2, Matba’t al-Madanī al-Qāhirah, Misr (Taba’ Awwal) (Tahqīq Sha’bān Ismāī’l)

۱۸. الشوکانی، محمد بن علی الشوکانی (۱۲۵۰م) ارشاد الفحول إلی تحقیق الحق من علم الاصول ۴۷/۲، ۴۸، مطبعۃ المدنی القاہرہ مصر (طبع اول) (تحقیق شعبان اسمٰعیل)

Al-Shaukanī, Muḥammad bin ‘ala al-Shaukanī (M1250), Irshād al-Fuhūl ilā Tahqīq al-Haqq min ‘Ilm al-Usūl 47-48/2, Matba’t al-Madanī al-Qāhirah, Misr (Taba’ Awwal) (Tahqīq Sha’bān Ismāī’l)

۱۹. القرآن ۸۲/۱۲

Al-Qurān 82/12

۲۰. العثیمین، محمد بن صالح (۱۴۲۱م)، شرح الوصول من علم الاصول ص ۴۸۴ مکتبہ دار ابن جوزی السعودیہ

Al-Uthaymīn, Muḥammad bin Sālih (M1421), Sharḥ-al-wUsūl Min ‘Ilm-al-Usūl (p. 484) Maktabah Dār ibn Jauzī al-Saudīyyah

۲۱. العثیمین، محمد بن صالح (۱۴۲۱م)، شرح الوصول من علم الاصول ص ۴۸۴ مکتبہ دار ابن جوزی السعودیہ

Al-Uthaymīn, Muḥammad bin Sālih (M1421), Sharḥ-al-wUsūl Min ‘Ilm-al-Usūl (p. 484) Maktabah Dār ibn Jauzī al-Saudīyyah

۲۲. القرآن ۶/۵

Al-Qurān 6/5

۲۳. الجامع لمسائل اصول الفقہ ص ۱۲۷

Al-Jāmi’ al-Masāil Usūl al-Fiqh p. 127

۲۴. ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ (۲۷۹م)، الجامع الصحیح الترمذی، ۲۵۳/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

Tirmidhī, Abū Īsā Muḥammad bin Īsā (M279) Al-Jāmi’ al-Sahīh-al-Tirmidhī, 253/1, Qadīmī, Kutub Khāna, Karachī

۲۵. الزرکشی، بدرالدین محمد بن بہادر بن عبد اللہ الزرکشی الشافعی (۷۹۴م)، البحر المحیط فی اصول الفقہ ۴۵۳/۳، مکتبہ دار ابن جوزی قاہرہ (مع تعلیق و تخریج دار ابن جوزی)

Al-Zarkashī, Badr-al-Dīn Muḥammad bin Abdullah al-Zarkashī al-Shāf'ī (M794), Al-Baḥr al-Muhīt fī Usūl-al-Fīqh 453/3, Maktabah Dār ibn Jauzī, Qāhirah (Ma' Ta'līq wa Takhrīj Dār ibn Jauzī)

۲۶. الشوکانی، محمد بن علی الشوکانی(۱۲۵۰م) ارشاد الفحول إلی تحقیق الحق من علم الاصول ۵۱/۲، مطبعۃ المدنی القاہرہ مصر (طبع اول) (تحقیق شعبان اسمٰعیل)

Al-Shaukanī, Muḥammad bin 'ala al-Shaukanī (M1250), Irshād al-Fuhūl ilā Tahqīq al-Haqq min 'Ilm al-Usūl 47-48/2, Matba't al-Madanī al-Qāhirah, Misr (Taba' Awwal) (Tahqīq Sha'bān Ismāī'l)

۲۷. الشوکانی، محمد بن علی الشوکانی(۱۲۵۰م) ارشاد الفحول إلی تحقیق الحق من علم الاصول ۵۱/۲، مطبعۃ المدنی القاہرہ مصر (طبع اول) (تحقیق شعبان اسمٰعیل)

Al-Shaukanī, Muḥammad bin 'ala al-Shaukanī (M1250), Irshād al-Fuhūl ilā Tahqīq al-Haqq min 'Ilm al-Usūl 47-48/2, Matba't al-Madanī al-Qāhirah, Misr (Taba' Awwal) (Tahqīq Sha'bān Ismāī'l)

۲۸. السرخسی، اِبی بکر بن محمد بن اِحمد، اصول السرخسی، ۱۲۳/۱، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان طبع سوم، (مع تحقیق ابوالوفاء افغانی)

Al-Sarakhsī, Abī Bakr Muḥammad Bin Aḥmad Sahl (M490), Usūl al-Sarakhsī 127/1, Dār al-Kutub al- 'Ilmiyyah, Bairūt, Taba' saum, (Ma' Taḥqīq Abū al-wafā Afghāni)

۲۹. شریف التلمسائی، اِبی عبد اللہ محمد بن اِحمد، شرح مفتاح الاصول إلی بناء الفروع علی الاصول ۳۶۱، (تحقیق اِبی طیب مولود) مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان طبع دوم (۱۴۳۷)

Sharīf-Al-TulmĪsāī, Abi Abdullah Muḥammad Bin Aḥmad, Sharḥ Miftāḥ al-Usūl ilā binā al-Furū' 'alā'-al-Usūl 361, (Tahqīq abi Tayyab Maulūd), Maktabah Dār al-Kutub-al-'Ilmīyyah, Bairūt, Taba' dawm (1437)

۳۰. القرآن، ۱۹/۴

Al-Qurān 19/4

۳۱. لکھنوی، عبد الحیٔ (۱۳۰۴م)، فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت فی اصول الفقہ ،۱۷۹/۱، قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۳۲۲

Lakhnawī, Abd al-Haī (M1304), Fawātih al-Rahmūt Sharḥ Muslim al-Thubūt fī Usūl al-Fiqh, 179/1, Qadīmī Kutub Khānah, Karachi 1322

۳۲. السرخسی، اِبی بکر بن محمد بن اِحمد، اصول السرخسی، ۱۹۱/۱، ۱۹۰، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان طبع سوم، (مع تحقیق اِبوالوفاء افغانی)

Al-Sarakhsī, Abī Bakr Muḥammad Bin Aḥmad Sahl (M490), Usūl al-Sarakhsī 190-191/1, Dār al-Kutub al- 'Ilmiyyah, Bairūt, Taba' saum, (Ma' Taḥqīq Abū al-wafā Afghāni)

٣٣. شریف التلمسائی، إبی عبد اللہ محمد بن إحمد، شرح مفتاح الاصول إلی بناء الفروع علی الاصول ٣٦١/٥، (تحقیق إبی طیب مولود) مکتبہ دار اللکتب العلمیہ بیروت لبنان طبع دوم (١٤٣٧)
Sharīf-Al-TulmĪsāī, Abi Abdullah Muḥammad Bin Aḥmad, Sharḥ Miftāḥ al-Usūl ilā binā al-Furū' 'alā'-al-Usūl 361/5, (Tahqīq abi Tayyab Maulūd), Maktabah Dār al-Kutub-al-'Ilmīyyah, Bairūt, Taba' dawm (1437)

٣٤. البخاری، إبو عبد اللہ محمد بن إسماعیل الجعفی (٢٥٦م) الجامع الصحیح للبخاری، مکتبہ دار ابن کثیر، یمامہ (طبع سوم)
Al-Bukhārī, Abū Abdullah Muḥammad bin Ismā'īl al-Jā'fī (M256), Al-Jāmi' al-Sahīh lil Bukhari, Maktabah Dār ibn Kathir, Yamamah (Taba' Saum)

٣٥. السرخسی، إبی بکر بن محمد بن إحمد، اصول السرخسی ٢٥١/١، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان طبع سوم، (مع تحقیق ابو الوفاء افغانی)
Al-Sarakhsī, Abī Bakr Muḥammad Bin Aḥmad Sahl (M490), Usūl al-Sarakhsī 251/1, Dār al-Kutub al- 'Ilmiyyah, Bairūt, Taba' saum, (Ma' Taḥqīq Abū al-wafā Afghāni)

٣٦. نیشاپوری، إبو عبد اللہ بن عبد اللہ بن محمد الحاکم (٤٠٥م) المستدرک بتعلیق الذہبی، ٥٠٠/٢، مکتبۃ المعارف الریاض، ودائرۃ المعارف ہند دکن
Nayshapūr, Abū Abdullah bin Abdullah bin Muḥammad al-Hakim (M405), Al-Mustadrak, Ta'līq al-Dhahabī, 500/2, Maktabat al-Ma'rif al-Riyādh wa Dairat-al-Ma'rif Hind, Dakkan

٣٨. شریف التلمسائی، إبی عبد اللہ محمد بن إحمد، شرح مفتاح الاصول إلی بناء الفروع علی الاصول ٣٦٠، (تحقیق ابی طیب مولود) مکتبہ دار اللکتب العلمیہ بیروت لبنان طبع دوم (١٤٣٧)
Sharīf-Al-TulmĪsāī, Abi Abdullah Muḥammad Bin Aḥmad, Sharḥ Miftāḥ al-Usūl ilā binā al-Furū' 'alā'-al-Usūl 360, (Tahqīq abi Tayyab Maulūd), Maktabah Dār al-Kutub-al-'Ilmīyyah, Bairūt, Taba' dawm (1437)

٣٨. طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، ٣٠٨/٦، مکتبۃ دار الحرمین القاہرہ۔ سن طباعت ١٩٩٥
Tibrānī, Sulaymān bin Aḥmad, Al-Mu'jam al-Awsat, 308/6, Maktabah Dār al-Harmayn Al-Qāhirah San Taba't 1995

٣٩. شریف التلمسائی، إبی عبد اللہ محمد بن إحمد، شرح مفتاح الاصول إلی بناء الفروع علی الاصول ٣٧٦، (تحقیق ابی طیب مولود) مکتبہ دار اللکتب العلمیہ بیروت لبنان طبع دوم (١٤٣٧)
Sharīf-Al-TulmĪsāī, Abi Abdullah Muḥammad Bin Aḥmad, Sharḥ Miftāḥ al-Usūl ilā binā al-Furū' 'alā'-al-Usūl 376, (Tahqīq abi Tayyab Maulūd), Maktabah dawm (1437) 't, Tabaūyyah, BairīIlm'Dār al-Kutub-al-

٤٠. القرآن، ٢٥/٢٢
Al-Qurān 25/22

٤١. القرآن، ٢٥/١٩
Al-Qurān 25/19

۴۲. القرآن، ۶/۵
Al-Qurān 6/5

۴۳. شریف التلمسانی،ابی عبداللہ محمد بن احمد، شرح مفتاح الاصول الی بناء الفروع علی الاصول ۳۷۹، (تحقیق ابی طیب مولود) مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان طبع دوم (۱۴۳۷)
Sharīf-Al-TulmĪsāī, Abi Abdullah Muḥammad Bin Aḥmad, Sharḥ Miftāḥ al-Usūl ilā binā al-Furū' 'alā'-al-Usūl 379, (Tahqīq abi Tayyab Maulūd), Maktabah Dār al-Kutub-al-'Ilmīyyah, Bairūt, Taba' dawm (1437)

۴۴. السجستانی،ابوداؤد سلیمان بن اشعث (۲۷۵م) سنن ابی داؤد ۱۱۰/۲، مکتبہ رحمانیہ لاہور
Al-Sujastānī, Abū Dāūd Sulaymān bin Ash'ath (M275) Sunan Abī Dāūd, 110/2, Maktabah Rahmānīyyah, Lahore

۴۵. السجستانی،ابوداؤد سلیمان بن اشعث (۲۷۵م) سنن ابی داؤد ۱۱۰/۲، مکتبہ رحمانیہ لاہور
Al-Sujastānī, Abū Dāūd Sulaymān bin Ash'ath (M275) Sunan Abī Dāūd, 110/2, Maktabah Rahmānīyyah, Lahore

۴۶. شریف التلمسانی، ابی عبداللہ محمد بن احمد، شرح مفتاح الاصول الی بناء الفروع علی الاصول ۳۸۰، (تحقیق ابی طیب مولود) مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان طبع دوم (۱۴۳۷)
Sharīf-Al-TulmĪsāī, Abi Abdullah Muḥammad Bin Aḥmad, Sharḥ Miftāḥ al-Usūl ilā binā al-Furū' 'alā'-al-Usūl 380, (Tahqīq abi Tayyab Maulūd), Maktabah Dār al-Kutub-al-'Ilmīyyah, Bairūt, Taba' dawm (1437)

۴۷. القرآن: ۱۱/۴
Al-Qurān 11/4

۴۸. بخاری، عبدالعزیز (۲۱۱م)، کشف الاسرار علی اصول فخر الاسلام البزدوی، ۴۵۲/۱، مکتبہ دارالکتب العربیہ بیروت لبنان
Bukhāri Abd al-Azīz (M211), Kashf al-Isrār 'ala Usūl Fakhr al-Islam al-Bazdawī, 452/1, Maktabah Dār al-Kutub al-Arabīyyah, Bairūt, Lebanon

۴۹. شریف التلمسانی، ابی عبداللہ محمد بن احمد، شرح مفتاح الاصول الی بناء الفروع علی الاصول ص ۳۹۴، (تحقیق ابی طیب مولود) مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان طبع دوم (۱۴۳۷)
Sharīf-Al-TulmĪsāī, Abi Abdullah Muḥammad Bin Aḥmad, Sharḥ Miftāḥ al-Usūl ilā binā al-Furū' 'alā'-al-Usūl 394, (Tahqīq abi Tayyab Maulūd), Maktabah Dār al-Kutub-al-'Ilmīyyah, Bairūt, Taba' dawm (1437)

۵۰. نیشاپوری، ابوعبداللہ بن عبداللہ بن محمد الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۲۵۸/۳، دارالمعرفۃ بیروت، لبنان
Nayshāpūr, Abū Abdullah bin Abdullah bin Muḥammad al-Hakim, Al-Mustadrak 'ala al-Sahīhayn, 258/3, Dār-al-Ma'rifah, Bairūt, Lebanon

۵۱. طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، ۳۰۸/۶، مکتبۃ دارالحرمین للطباعۃ والنشر والتوزیع، القاہرہ۔ سن طباعت ۱۹۹۵
Tibrānī, Sulaymān bin Aḥmad, Al-Mu'jam al-Awsat, 308/6, Maktabah Dār al-Harmayn Al-Qāhirah San Taba't 1995